فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۵)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

(سوال): کیا مکان یا دوکان سو سال کے لیے کرایہ پر دینا یا لینا جائز ہے؟

(جواب): دی جا سکتی ہے، طرفین میں سے جو فوت ہو جائے، اس کے ورثا وہ معاہدہ آگے بڑھائیں گے۔

(سوال): آجر اور مستاجر میں سے کوئی فوت ہو جائے، تو کیا اجارہ ختم ہو جائے گا؟

(جواب): اگر معاہدہ میں کوئی مدت طے کی گئی تھی، تو میت کا وارث اور دوسرا فریق اجارہ آگے بڑھا سکتے ہیں۔

(سوال): کیا مسلمان انجینئر شراب خانے کی تعمیر کر سکتا ہے؟

(جواب): شراب بالاتفاق حرام ہے، اس کی تیاری کے لیے عمارت بنانا جائز نہیں اور اس پر ہر قسم کی معاونت حرام ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

(سوال): غیر مسلموں کے عبادت خانے کی تعمیر میں مزدوری کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں، یہ شرک پر تعاون ہے۔

(سوال): مسلمان نائی کا شیو کرنا کیسا ہے؟

(جواب): ڈاڑھی کٹوانا کبیرہ گناہ ہے اور کاٹنا بھی گناہ ہے۔

(سوال): ڈاڑھی کاٹنے پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

(جواب): ڈاڑھی کاٹنا حرام ہے، اس پر اُجرت لینا بھی حرام ہے۔

(سوال): تقریر اور وعظ پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

۞ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجَارَةُ جَائِزَةٌ عَلٰى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ، وَعَلٰى تَعْلِيمِ الْعِلْمِ، مُشَاهَرَةً وَّجُمْلَةً، وَكُلُّ ذٰلِكَ جَائِزٌ، وَعَلَى الرَّقْيِ، وَعَلٰى نَسْخِ الْمَصَاحِفِ، وَنَسْخِ كُتُبِ الْعِلْمِ؛ لِأَنَّهٗ لَمْ يَأْتِ فِي النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ نَصٌّ، بَلْ قَدْ جَائَتِ الْإِبَاحَةُ، كَمَا رُوِّينَا مِنْ طَرِيقِ الْبُخَارِيِّ.

''قرآنِ کریم اور حدیث کی تعلیم پر ماہانہ یا یک مشت اُجرت لینا سب جائز ہے۔ نیز دَم کرنے، مصاحف (قرآنِ کریم) لکھنے اور کتبِ احادیث کی کتابت کرنے کی اُجرت بھی جائز ہے، کیوں کہ اس سے ممانعت کی کوئی دلیل (وحی الٰہی میں) وارد نہیں ہوئی۔ اس کے برعکس اس کا جواز ثابت ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی سند سے ہمیں بیان کیا گیا ہے۔''

(المحلّٰی بالآثار : 18/7)

(سوال): مفتی کے لیے اُجرت لینا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، اُمورِ دین پر اُجرت لینا جائز ہے۔

(سوال): قاضی کے لیے اُجرت لینا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): سینما کے لیے مکان کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة: 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

(سوال): شادی ہال غیر مسلم کو کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): کیا خریدے ہوئے غلہ کو اپنے قبضہ میں لانے سے پہلے آگے فروخت کر سکتے ہیں؟

(جواب): جب تک خریدے ہوئے غلہ کو اپنے قبضہ میں نہ کر لیا جائے، اسے آگے فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔ (مسلم: ۱۵۲۸)

(سوال): کیا قبض سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت عام ہے؟

(جواب): قبضہ میں کرنے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت صرف غلہ یعنی اشیائے خوردنی کے بارے میں ہے۔ باقی اشیا کو خریدنے کے بعد قبضہ میں لینے سے پہلے بھی

فروخت کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا کمیشن لینا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، بشرطیکہ فریقین میں سے کسی سے دھوکہ نہ ہو۔

سوال: کرائے پر حلالہ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ دونوں خبیث الفطرت اور بدطینت انسان ہیں، حلالہ پر اُجرت دینا اور لینا حرام ہے۔

❀ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (۶۸۵ھ) فرماتے ہیں:

''حلالہ کرنے والا وہ ہے، جو ایسی عورت سے شادی کرتا ہے، جس کو تین طلاقیں دے دی گئی ہیں، شادی سے اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ وہ وطی کے بعد اسے طلاق دے دے گا، تا کہ جس شوہر نے پہلے طلاق دی تھی، اس کے لیے حلال ہو جائے، گویا وہ نکاح اور وطی کے ساتھ اس عورت کو پہلے خاوند پر حلال کر رہا ہے۔ جس کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے، اس سے مراد پہلا شوہر ہے۔ ان دونوں پر لعنت اس لیے کی گئی ہے، کیونکہ یہ عمل ان کی ہتک عزت اور قلت غیرت کا باعث ہے، نیز یہ عمل ان کے کمینے اور گھٹیا پن پر دلالت کرتا ہے۔ جس کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے، اس کی بہ نسبت تو یہ بالکل واضح ہے، جبکہ حلالہ کرنے والے کی بہ نسبت اس طرح کہ اس نے کسی کی غرض کے لیے عورت سے وطی کر کے خود کو گرا دیا ہے، کیونکہ اس نے وطی اس لیے کی ہے، تا کہ وہ اسے اس شخص کو وطی کے لیے دے، جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ اسے کرائے کے سانڈ سے تشبیہ دی ہے۔''

(تحفة الأبرار: 392/2، مرقاة المفاتيح للملا علي القاري: 2149/5)

۞ **علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) حلالہ کو جائز کہنے والوں کا رد کرتے ہیں:**

أَمَّا فِي هٰذِهِ الْأَزْمَانِ الَّتِي قَدْ شَكَتِ الْفُرُوجُ فِيهَا إِلٰى رَبِّهَا مِنْ مَفْسَدَةِ التَّحْلِيلِ، وَقُبْحِ مَا يَرْتَكِبُهُ الْمُحَلِّلُونَ مِمَّا هُوَ رَمْدٌ بَلْ عَمْيٌ فِي عَيْنِ الدِّينِ وَشُجًى فِي حُلُوقِ الْمُؤْمِنِينَ، مِنْ قَبَائِحَ تُشَمِّتُ أَعْدَاءَ الدِّينِ بِهٖ، وَتَمْنَعُ كَثِيرًا مِّمَّنْ يُرِيدُ الدُّخُولَ بِسَبَبِهٖ، بِحَيْثُ لَا يُحِيطُ بِتَفَاصِيلِهَا خِطَابٌ، وَّلَا يَحْصُرُهَا كِتَابٌ، يَرَاهَا الْمُؤْمِنُونَ كُلُّهُمْ مِنْ أَقْبَحِ الْقَبَائِحِ، وَيَعُدُّونَهَا مِنْ أَعْظَمِ الْفَضَائِحِ، قَدْ قَلَّبَتْ مِنَ الدِّينِ رَسْمَهٗ، وَغَيَّرَتْ مِنْهُ اسْمَهٗ، وَضَمَّخَ التَّيْسُ الْمُسْتَعَارُ فِيهَا الْمُطَلَّقَةَ بِنَجَاسَةِ التَّحْلِيلِ، وَقَدْ زَعَمَ أَنَّهٗ قَدْ طَيَّبَهَا لِلْحَلِيلِ، فَيَا لِلّٰهِ الْعَجَبُ! أَيُّ طِيبٍ أَعَارَهَا هٰذَا التَّيْسُ الْمَلْعُونُ؟ وَأَيُّ مَصْلَحَةٍ حَصَلَتْ لَهَا وَلِمُطَلِّقِهَا بِهٰذَا الْفِعْلِ الدُّونِ.

''موجودہ دور میں عزتیں حلالے کی قباحتوں اور حلالہ کرنے والوں کی فضاحتوں پر اپنے رب کے دربار میں شکایت کناں ہیں، یہ فعلِ شنیع دینِ اسلام کی آنکھ کا تنکا اور مومنوں کے گلے کا کانٹا بن چکا ہے، ایسی کاروائیاں دشمنانِ اسلام کو ہنساتی اور اس کے قریب آنے والوں کو دور لے جاتی ہیں، نہ کوئی تقریر ان مفاسد کو الفاظ میں سمیٹ سکتی ہے اور نہ کوئی تحریر ان خرابیوں کو اوراق میں لپیٹ

سکتی ہے، تمام مومن اس حلالے کو چوٹی کی قباحت اور انتہا کی فضاحت سمجھتے ہیں، اس نے دین کا نام تبدیل اور اس کا ڈھانچا تحلیل کر دیا ہے، کرائے کا یہ سانڈ پاک عورت کو اس حرامے کی نجاست میں لت پت کر کے سمجھتا ہے کہ میں نے اسے خاوند کے لیے حلال کر دیا ہے، وائے تعجب! اس گھٹیا کرتوت سے مطلقہ عورت اور اس کے خاوند کے لیے اس کمینے نے کونسا کمال کر دیا ہے؟''

(إعلام المؤقعين : 3/52-53)

❀ نیز لکھتے ہیں:

ثُمَّ سَلْ مَنْ لَهٗ أَدْنَى اطِّلَاعٌ عَلٰى أَحْوَالِ النَّاسِ : كَمْ مِنْ حُرَّةٍ مَصُونَةٍ أَنْشَبَ فِيهَا الْمُحَلِّلُ مَخَالِبَ إِرَادَتِهٖ فَصَارَتْ لَهٗ بَعْدَ الطَّلَاقِ مِنَ الْأَخْدَانِ وَكَانَ بَعْلُهَا مُنْفَرِدًا بِوَطْئِهَا فَإِذَا هُوَ وَالْمُحَلِّلُ فِيهَا بِبَرَكَةِ التَّحْلِيلِ شَرِيكَانِ؟ فَلَعَمْرُ اللّٰهِ كَمْ أَخْرَجَ التَّحْلِيلُ مُخَدَّرَةً مِنْ سِتْرِهَا إِلَى الْبِغَاءِ، وَأَلْقَاهَا بَيْنَ بَرَاثِنِ الْعُشَرَاءِ وَالْحُرَفَاءِ؟

''ان لوگوں سے پوچھ کر تو دیکھو، جنہوں نے حالاتِ حاضرہ کی طرف تھوڑا سا بھی دھیان کیا کہ کتنی عفت مآب دوشیزاؤں کو ان سانڈھوں نے اپنے ناپاک عزائم کے پنجے گاڑ کر لہولہان کیا، چنانچہ طلاقِ حلالہ کے بعد بھی دونوں نے باہم شناسائی رکھی اور اس ''حرامے'' کی برکت سے اصل خاوند کے ساتھ ساتھ اس سانڈ نے بھی عورت تک رسائی رکھی، بخدا اس قبیح فعل کی وجہ سے کتنی ہی پردہ نشین عورتیں بغاوت پر آمادہ ہیں اور ان لوگوں کے چنگل میں پھنس چکی ہیں

جو فحاشی و عریانی کے دلدادہ ہیں۔‘‘

(إعلام المؤقعين : 54/3)

(سوال): ایک شخص نے کار اُجرت پر لی، آجر (اُجرت پر دینے والا) نے مستاجر (اُجرت پر لینے والا) پر یہ شرط لگائی کہ اس میں جو خرابی واقع ہو گی، اس کا ذمہ دار مستاجر ہے، کیا یہ شرط درست ہے؟

(جواب): آجر کے لیے شرط لگانا جائز ہے۔ مستاجر طے شدہ شرائط کی پاسداری کرے۔

(سوال): اگر اجارہ میں اجیر کے ذمہ کام کرنا نہ ہو، بلکہ صرف کام کرنے والوں کی دیکھ بھال اور انتظام ہو، تو کیا وہ اُجرت لے سکتا ہے؟

(جواب): مزدوروں کی دیکھ بھال کرنا اور انتظامات کرنا بھی کام ہی ہے، لہٰذا اس کے لیے اُجرت لینا جائز ہے۔

(سوال): کام کے دوران اجیر کی کوتاہی سے نقصان ہو گیا، اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟

(جواب): اگر نقصان واقعتاً اجیر کی کوتاہی سے ہوا ہے، تو اجیر ہی ذمہ دار ہو گا۔

(سوال): ایک شخص نے مکینک کو اپنی مشین مرمت کے لیے دی، مگر مکینک کی دکان سے وہ مشین چوری ہو گئی، کیا مکینک نقصان کا ذمہ دار ہو گا؟

(جواب): مکینک کی غفلت کی وجہ سے ایسا ہوا، تو مکینک ہی ذمہ دار ہو گا۔

(سوال): ایک شخص نے درزی سے کہا کہ اگر تو نے میرے کپڑے آج سلائی کر دیے، تو میں تمہیں ایک ہزار روپے دوں گا اور اگر کل سلائی کیے، تو آٹھ سو روپے دوں گا، کیا اس طرح شرط لگا کر قیمت کم یا زیادہ کرنا درست ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): ایک شخص نے مکان کرایہ پر لیا، کیا وہ آگے کسی کو مکان کرائے پر دے سکتا ہے؟

(جواب): دے سکتا ہے، مگر ہر قسم کے نقصان کا ذمہ دار وہی ہوگا، جس نے مالک سے مکان کرائے پر لیا تھا۔

(سوال): ٹی وی کی مرمت کی اُجرت لینا کیسا ہے؟

(جواب): ٹی وی ذریعہ ابلاغ ہے، اس کے بنانے کا مقصد بھی اطلاع اور ابلاغ تھا، آگے اس میں کیا دیکھا جاتا ہے، یہ دیکھنے والے پر۔ اس لحاظ سے ٹی وی کی مرمت کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز ہے۔

مثال کے طور پر چھری یا چاقو بنانے کا مقصد جائز ضرورت کے لیے استعمال کرنا ہے، اب اگر کوئی اسے قتل کے لیے یا کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے استعمال کرے، تو یہ استعمال کرنے والے کا گناہ ہے، بنانے والے نے اسے بنیادی طور پر جائز مقصد کے لیے بنایا تھا۔

(سوال): ایک شخص نے دوسرے کو مرغیاں لے کر دیں اور کہا کہ تم انہیں پالو، جب یہ انڈیں دیں گی، تو وہ ہمارے درمیان آدھے آدھے تقسیم ہو جائیں گے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مذکورصورت کے عدم جواز میں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

(سوال): اسٹیٹ ایجنٹ کا سروس فیس وصول کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، یہ دلالی ہے، جو کہ جائز ہے۔

(سوال): غیر مسلموں کو اجرت پر رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہود و نصاریٰ کو سرزمین حجاز سے نکال دیا اور جب نبی

کریم ﷺ نے خیبر پر فتح پائی، تو آپ نے بھی یہودیوں کو وہاں سے نکالنا چاہا تھا، جب آپ کو وہاں فتح حاصل ہوئی، تو اس کی زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی ہوگئی، آپ کا ارادہ یہودیوں کو وہاں سے باہر کرنے کا تھا، لیکن یہودیوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں یہیں رہنے دیں، ہم (خیبر کی اراضی کا) سارا کام خود کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ لے لیں گے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا جب تک ہم چاہیں گے، تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ وہیں رہے اور پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انہیں تیماء اور اریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 2338، صحيح مسلم :1551، المنتقى لابن الجارود : 663)

سوال: ایک شخص نے کسی سے گاڑی عاریۃً لی، پھر آگے کسی کو اجرت پر دے دی، اس پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: عاریۃً لی گئی چیز کو مالک کی اجازت کے بغیر اجرت پر دینا جائز نہیں، مالک اجازت دے دے، تو اسے اجارہ پر دینا اور اس سے اجرت لینا جائز ہے۔

سوال: ایک شخص نے ایک کمپنی سے مکان بنانے کے لیے اجارہ کا معاملہ کیا اور پابند کیا کہ تین ماہ میں کام مکمل کرے، کیا ایسا اجارہ درست ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں کمپنی کو مدت کا پابند کرنا جائز ہے۔

سوال: حرام اور ناجائز اشیا والی دکان پر ملازمت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ گناہ پر تعاون ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

سوال: فٹ بال کھیل کر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، بشرطیکہ کھیل میں جوایا شرط نہ لگائی گئی ہو۔

سوال: خالد نے بکر سے ایک دکان بیس ہزار ماہانہ کرایہ پر لی، بکر نے خالد پر شرط عائد کی کہ دکان چھوڑنے سے دو ماہ پہلے اطلاع دے گا، ورنہ دو ماہ کا کرایہ اسے ہی دینا پڑے گا، کیا ایسی شرط لگانا جائز ہے؟

جواب: ایسی شرط لگانا جائز ہے، مزید دو ماہ کا جو کرایہ ہے، وہ بطور جرمانہ ہے۔

سوال: زید نے اپنے پڑوسی خالد کی حویلی بے تکلفی کی وجہ سے استعمال کرنا شروع کر دی، اس سے اجازت نہیں لی، خالد نے بھی منع نہ کیا، یہ سلسلہ عرصہ دراز تک چلتا رہا، پھر خالد فوت ہو گیا، بعد میں بھی زید وہ حویلی استعمال کرتا ہے، پھر کچھ سال بعد خالد کے ورثا نے دعویٰ کیا کہ زید نے بغیر اجازت اس حویلی کو استعمال کیا ہے، لہٰذا وہ جتنے سالوں سے اس حویلی کو استعمال کر رہا ہے، سب کا کرایہ ادا کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت حال میں جب زید نے خالد کی موجودگی میں اس کی حویلی استعمال کی اور خالد نے بھی علم ہونے کے باوجود منع نہیں کیا، تو یہ ایک طرح کا عاریت ہے اور خالد کا منع نہ کرنا اس کی اجازت ہی شمار ہوگا، کیونکہ اجازت کبھی صریح ہوتی ہے اور کبھی غیر صریح۔ بہر کیف یہ اجازت ہے۔ پھر خالد کی وفات کے بعد بھی ورثا نے منع نہیں کیا، تو وہ

بھی اجازت ہی شمار ہوگا۔

لہٰذا عرصہ دراز کے بعد ورثا کا زید سے کرایہ کا مطالبہ کرنا جائز نہیں۔

سوال: پھل دار درختوں کو کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: غیر شرعی کام کی وکالت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

سوال: کیا غیر مسلم کو کسی چیز کے فروخت کرنے پر وکیل بنانا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: شراب فروخت کرنے کے لیے وکیل بننا کیسا ہے؟

جواب: شراب حرام ہے، اس کا بیچنا اور خریدنا بھی حرام ہے، اس پر وکیل بننا بھی جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

سوال: حرام خوری کی کیا سزا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور مؤمن بندوں کو حلال اور طیب رزق کھانے کا حکم فرمایا ہے۔ حرام خوری کبیرہ گناہ ہے۔ حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی، نیز حرام خوری باعث لعنت کام ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ.

''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر جانوروں کی چربی حرام کی، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھانا شروع کر دی۔''

(صحيح البخاري : 2236، صحيح مسلم : 1207)

❀ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهِ .

''اے کعب بن عجرہ! جو گوشت حرام سے پلا ہو، آگ ہی اس کی مستحق ہوگی۔''

(سنن التّرمذي : 614، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

سوال: عقد مضاربت کیا ہے؟

جواب: مضاربت کاروبار کی ایک صورت ہے، وہ یہ کہ ایک شخص دوسرے کو مال دیتا ہے کہ اس مال کو فلاں کام میں لگاؤ، اس سے جو نفع ہوگا، وہ اتنے اتنے تناسب سے ہم دونوں میں تقسیم ہوگا۔ عقد مضاربت میں مال ایک شخص کا ہوتا ہے اور محنت دوسرے کی۔ محنت کش اس کے نفع میں شریک ہوگا، اگر اس کاروبار میں نقصان ہو جائے، تو وہ مالک کا ہوگا، محنت کش اس میں شریک نہ ہوگا۔

سوال: عقد مضاربت میں اگر مالک بھی کام میں شریک ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عقد مضاربت میں جس شخص کا مال لگا ہے، کام کرنا اس کی ذمہ داری نہیں، بلکہ مضارب (جو شخص عقد مضاربت میں کام کرتا ہے) کی ہے، اگر مالک اپنی مرضی سے مضارب کے ساتھ کام میں شریک ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں، یہ عقد صحیح ہے۔

(سوال): زید نے بکر کو تجارت کے لیے ایک دکان دی اور اس میں سارا سرمایہ بھی زید نے دیا، زید نے بکر سے کہا کہ تم تجارت کرو اور نفع ہو یا نقصان، بس مجھے ہر ماہ پندرہ ہزار دیتے رہنا، کیا اس طرح کی شرط لگانا جائز ہے؟

(جواب): مضاربت میں نقصان سرمایہ دار کا ہوتا ہے، نہ کہ مضارب کا۔ اگر مالک مضاربت میں ایسی کوئی شرط لگاتا ہے، تو یہ سود کے ضمن بھی آئے گا اور یہ حرام ہے۔

(سوال): خالد کو کسی شخص نے مضاربت کے لیے پچاس ہزار دیے، خالد نے اس سے فرنیچر کا سامان خریدا، کیا خالد تیار شدہ فرنیچر کو قیمتاً خود رکھ سکتا ہے؟

(جواب): اگر مارکیٹ کے مطابق قیمت ادا کرے، تو مضارب اپنا تیار کردہ مال خود بھی رکھ سکتا ہے، تاکہ جس نے مال دیا ہے، اس کا نقصان نہ ہو۔

(سوال): بکر نے خالد کو ایک مکان تجارت کے لیے دیا، تجارت میں کل مال بھی بکر کا ہے، بکر نے خالد سے کہا کہ میں اپنے مکان کا پندرہ ہزار روپے کرایہ وصول کروں گا، خواہ تجارت میں نفع ہو یا نقصان، کیا بکر کا خالد سے کرائے کا مطالبہ درست ہے؟

(جواب): مذکورہ صورت میں بکر نے خالد سے دو عقد کیے ہیں، ایک عقد اجارہ اور دوسرا عقد مضاربت۔ عقد مضاربت میں اس نے پورا مال لگایا، اب تجارت کیسے کرنی ہے اور کہاں کرنی ہے، اس کا بندوبست کرنا مضارب کی ذمہ داری ہے، پھر اس نے مضارب سے ہی عقد اجارہ طے کرلیا کہ وہ اس کے مکان میں تجارت کرلے، مگر ماہانہ اس کا کرایہ ادا کرے۔ بکر کا ایسا کرنا بالکل جائز ہے، کیونکہ وہ ماہانہ پندرہ ہزار عقد اجارہ کے لے رہا ہے، نہ کہ عقد مضاربت کے۔ دوسری طرف اگر عقد مضاربت میں نقصان ہوگا، تو وہ نقصان بکر کا ہی ہوگا، نہ کہ مضارب خالد کا۔

(سوال): احمد اور زید نے ایک کاروبار میں سرمایہ لگایا، دونوں نے دو دو لاکھ روپے شامل کیے، اس کاروبار میں کام کرنے کی مکمل ذمہ داری زید کی ہے، احمد نے صرف دو لاکھ روپے لگائے ہیں، دونوں میں یہ طے پایا ہے کہ کل نفع کا ۷۰ فیصد زید کو ملے گا اور باقی ۳۰ فیصد احمد کو ملے گا، کیونکہ زید نے ایک تو سرمایہ لگایا ہے اور دوسرا وہ اس کاروبار کو چلاتا ہے، کیا نفع میں اس طرح کمی زیادتی درست ہے؟

(جواب): مذکورہ صورت مضاربت کی ہے، اس طرح کی مشروط مضاربت جائز ہے۔ زید اور احمد دونوں کاروبار کے مالک ہیں، مگر زید عامل بھی ہے، لہٰذا اس کا نفع میں زیادہ حصہ لینا جائز ہے، یہ یاد رہے کہ تناسب کی یہ کمی پیشی صرف نفع میں ہے، اگر نقصان ہو، تو وہ دونوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا، کیونکہ نقصان مالک کا ہوتا ہے اور دونوں کی ملکیت برابر ہے، کیونکہ مذکورہ مضاربت میں زید اور بکر دونوں نے دو دو لاکھ ادا کیے ہیں۔

(سوال): بکر اور عمرو نے عقد مضاربت کیا، بکر نے سرمایہ لگایا اور عمرو نے کاروبار چلایا، دونوں کی مضاربت تین سال چلی، اس کے بعد عمرو اور بکر عقد مضاربت ختم کرنا چاہتے ہیں، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): مذکورہ صورت میں عمرو (مضارب) کو چاہیے کہ بکر (سرمایہ لگانے والا) کو اس کی وہ اصل رقم واپس کردے، جو اس نے کاروبار میں لگائی تھی۔ اس سے عقد مضاربت ختم ہوجائے گا اور عمرو کاروبار کا مالک بن جائے گا۔

(سوال): کیا عقد مضاربت میں مدت متعین کی جاسکتی ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): کیا غیر مسلموں سے عقد مضاربت کیا جاسکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): کیا ایک عقد مضاربت میں کئی مضارب ہو سکتے ہیں؟

(جواب): جی ہاں، نفع مالک اور تمام مضارب میں تقسیم ہو جائے گا۔

(سوال): کیا سودی کاروبار میں مضاربت جائز ہے؟

(جواب): سود حرام اور باعث لعنت ہے، اس میں مضاربت جائز نہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔''

(صحيح مسلم : 1598)

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی، گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے، آپ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5347)

(سوال): سینما کے لیے مضاربت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جائز نہیں۔ یہ حرام کمائی ہے۔

(سوال): شراب کی فیکٹری کے لیے مضاربت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جائز نہیں۔ یہ حرام ہے۔

(سوال): کیا کئی افراد مل کی مضاربت میں سرمایہ لگا سکتے ہیں؟

(جواب): جی ہاں، سرمایہ لگانے والے نفع ونقصان میں اسی تناسب سے شریک ہوں گے، جتنا جتنا انہوں نے سرمایہ لگایا ہے، البتہ مضارب نفع میں شریک ہو گا، نقصان میں شریک نہ ہوگا۔

(سوال): فرزند علی رضی اللہ عنہ محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ یزید کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے؟

(جواب): نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَشٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ وَأَصْحَابُهٗ إِلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَأَرَادُوهُ عَلٰى خَلْعِ يَزِيدَ، فَأَبٰى، فَقَالَ ابْنُ مُطِيعٍ : إِنَّ يَزِيدَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَتْرُكُ الصَّلَاةَ وَيَتَعَدّٰى حُكْمَ الْكِتَابِ، فَقَالَ لَهُمْ : مَا رَأَيْتُ مِنْهُ مَا تَذْكُرُونَ، وَقَدْ حَضَرْتُهٗ وَأَقَمْتُ عِنْدَهٗ، فَرَأَيْتُهٗ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلَاةِ، مُتَحَرِّيًا لِلْخَيْرِ، يَسْأَلُ عَنِ الْفِقْهِ، مُلَازِمًا لِلسُّنَّةِ، قَالُوا : فَإِنَّ ذٰلِكَ كَانَ مِنْهُ تَصَنُّعًا لَكَ، فَقَالَ : وَمَا الَّذِي خَافَ مِنِّي أَوْ رَجَا حَتّٰى يُظْهِرَ إِلَيَّ الْخُشُوعَ؟! أَفَأَطْلَعَكُمْ عَلٰى مَا تَذْكُرُونَ مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ؟ فَلَئِنْ كَانَ أَطْلَعَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ إِنَّكُمْ لَشُرَكَاؤُهٗ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَطْلَعَكُمْ فَمَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا بِمَا لَمْ تَعْلَمُوا، قَالُوا : إِنَّهٗ عِنْدَنَا لَحَقٌّ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَأَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُمْ : قَدْ أَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ عَلٰى أَهْلِ الشَّهَادَةِ، فَقَالَ : ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (الزّخرف : ٨٦) وَلَسْتُ مِنْ أَمْرِكُمْ فِي شَيْءٍ، قَالُوا : فَلَعَلَّكَ

تَكْرَهُ أَنْ يَتَوَلَّى الْأَمْرَ غَيْرُكَ، فَنَحْنُ نُوَلِّيكَ أَمْرَنَا، قَالَ : مَا أَسْتَحِلُّ الْقِتَالَ عَلٰى مَا تُرِيدُونَنِي عَلَيْهِ تَابِعًا وَلَا مَتْبُوعًا، قَالُوا : فَقَدْ قَاتَلْتَ مَعَ أَبِيكَ، قَالَ جِيئُونِي بِمِثْلِ أَبِي أُقَاتِلُ عَلٰى مِثْلِ مَا قَاتَلَ عَلَيْهِ، فَقَالُوا : فَمُرِ ابْنَيْكَ أَبَا هَاشِمٍ وَالْقَاسِمَ بِالْقِتَالِ مَعَنَا، قَالَ : لَوْ أَمَرْتُهُمَا قَاتَلْتُ، قَالُوا : فَقُمْ مَعَنَا مَقَامًا تَحُضُّ النَّاسَ فِيهِ عَلَى الْقِتَالِ، قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ! آمُرُ النَّاسَ بِمَا لَا أَفْعَلُهُ وَلَا أَرْضَاهُ؟! إِذَا مَا نَصَحْتُ لِلّٰهِ فِي عِبَادِهِ، قَالُوا : إِذًا نُكْرِهُكَ، قَالَ : إِذًا آمُرُ النَّاسَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَأَلَّا يُرْضُوا الْمَخْلُوقَ بِسَخَطِ الْخَالِقِ، وَخَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ .

''عبداللہ بن مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ اور آپ کے چند ساتھی، (فرزند علی رضی اللہ عنہ) محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ کے پاس آئے اور یزید کی بیعت توڑنے کو کہا، تو انہوں نے انکار کر دیا۔ سیدنا عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یزید شراب پیتا ہے، نماز کا تارک ہے اور کتاب اللہ کے احکامات میں زیادتی کرتا ہے۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ کہنے لگے: جو باتیں آپ ذکر کر رہے ہیں، میں نے اس میں نہیں پائیں، میں اس کے پاس گیا ہوں، وہاں قیام کیا ہے، میں نے اسے نماز کا پابند اور خیر کا متلاشی پایا ہے، وہ سنت کی پیروی کرتا تھا اور فقہ اسلامی کے متعلق سوال پوچھتا تھا۔ کہنے لگے: یہ سب آپ کو دکھانے کے لیے تھا۔ محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے عرض کیا: اسے مجھ سے کیا خوف یا اُمید تھی کہ میرے سامنے خشوع وخضوع ظاہر

کرتا؟ اچھا جو آپ لوگ اس کے شراب پینے کی بابت ذکر کر رہے ہیں، وہ اس نے آپ کو دکھایا ہے؟ اگر تو اس نے آپ کو دکھایا ہے، تو آپ بھی اس میں شریک کار ہوئے اور اگر اس نے آپ کو نہیں دکھایا، تو آپ کے لیے ایسی بات کی گواہی دینا جائز نہیں، جسے آپ جانتے ہی نہیں۔ انہوں نے کہا: بھلے ہم نے اسے نہ دیکھا ہو، مگر یہ بات ہمارے نزدیک سچ ہے۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: گواہوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس بات کا انکار کیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ ''جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ جانتے بھی ہوں۔'' البتہ مجھے آپ کی باتوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ کہنے لگے: شاید آپ اپنے علاوہ کسی اور کو حاکم بننا پسند نہیں کرتے، چلیں ہم آپ کو اپنی حکومت کا سربراہ مقرر کر دیں گے۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: جو آپ مجھے بنانا چاہتے ہیں، اس کے لیے نہ میں سربراہ بن کر قتال کر سکتا ہوں اور نہ کسی کی سربراہی میں۔ کہنے لگے: آپ نے اپنے والد (علی رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ قتال کیا تو تھا۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: آپ میرے بابا جیسا لے کر تو آئیں، میں اسی اختلاف کی بنا پر قتال کروں گا، جس کی بنا پر میں نے (اپنے والد کے ہمراہ) قتال کیا تھا۔ انہوں نے کہا: چلیں، اپنے بیٹوں ابو ہاشم اور قاسم کو کہہ دیجیے کہ ہمارے ہمراہ قتال کریں۔ عرض کیا: اگر میں ان کو کہوں، تو گویا میں نے خود قتال کیا۔ کہنے لگے: پھر آپ ہمارے ساتھ کسی جگہ کھڑے ہوں اور لوگوں کو قتال کے لیے اُبھاریں۔ عرض کیا: سبحان اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کام کا حکم دوں، جسے میں خود نہیں کرتا اور نہ اسے پسند کرتا ہوں؟ جبکہ میں اللہ کے

لیے اس کے بندوں کی خیر خواہی چاہتا ہوں۔ کہنے لگے: پھر ہم آپ کو مجبور کریں گے! عرض کیا: میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور خالق کو ناراض کر کے مخلوق کو راضی نہ کریں۔ پھر محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔''

(البِداية والنّهاية لابن كثير :653/11، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا یزید بن معاویہ تارک نماز اور شرابی تھا؟

جواب: یزید بن معاویہ کا نماز چھوڑنا اور شراب پینا ثابت نہیں۔

❁ یحییٰ بن فلیح بن سلیمان (؟) سے منسوب ہے:

إِنَّ أَبَا عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَفَدَ عَلٰى يَزِيدَ فَأَكْرَمَهٗ وَأَحْسَنَ جَائِزَتَهٗ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَامَ إِلٰى جَنْبِ الْمِنْبَرِ ...... فَقَالَ : أَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أُكْرَمَ، وَاللّٰهِ لَرَأَيْتُ يَزِيدَ ابْنَ مُعَاوِيَةَ يَتْرُكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا، فَأَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰى خُلْعَانِهٖ بِالْمَدِينَةِ فَخَلَعُوهُ.

''(عبداللہ بن احمد) ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ رحمہ اللہ وفد کی صورت میں یزید بن معاویہ کے پاس آئے۔ یزید نے ان کی عزت وتکریم کی اور خوب مہمان نوازی کی۔ جب عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ مدینہ واپس آئے، تو منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ ...... انہوں نے کہا: کیا میں اپنی عزت نہیں چاہتا؟ (یعنی عزت چاہتا ہوں) اللہ کی قسم! میں نے دیکھا، یزید بن معاویہ نشے کی وجہ سے نماز ترک کر دیتا ہے۔ تو تمام اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي : 474/6، تاريخ ابن عساكر : 18/27)

سند سخت ضعیف، بلکہ جھوٹی ہے۔

① یحییٰ بن فلیح بن سلیمان کے حالات زندگی نہیں ملے۔

② اس کا عبداللہ بن احمد ابی عمرو سے سماع بھی ثابت نہیں ہو سکا۔

اس روایت میں عبداللہ بن احمد ابی عمرو بن حفص ہے، نہ کہ ابوعمرو بن حفص۔ کیونکہ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے عبداللہ بن احمد کے ترجمہ میں یہ روایت ذکر کی ہے۔ مؤرخین بھی یزید کی بیعت توڑنے کی بات عبداللہ بن احمد کی طرف منسوب کرتے ہیں، نہ کہ ابوعمرو بن حفص کی طرف۔

❁ سیدنا معقل بن یسار اشجعی رضی اللہ عنہ نے یزید کے بارے میں کہا:

نَخْلَعُ الْفَاسِقَ شَارِبَ الْخَمْرِ .

''ہم (مدینہ پہنچ کر) فاسق اور شرابی (یزید) کی بیعت توڑ دیں گے۔''

(تاریخ ابن عساکر : 365/59)

سند ضعیف ہے۔

عوانہ بن حکم کا مسلم بن عقبہ سے سماع ممکن نہیں، نیز اس کی معتبر توثیق نہیں۔

عوانہ کی متابعت ابوزکریا عجلانی نے کی ہے۔ اس کے حالات زندگی نہیں ملے۔